رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!
جس شخص نے قرآنِ حکیم پڑھا اور اسے حفظ کیا اس کی حلال
کردہ چیز کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا اللہ تعالیٰ اسے
جنّت میں داخل فرمائے گا۔ (سنن ترمذی، ج ۵ ص ۱۷۱)

جو حفّاظ قرآنِ کریم کو بھول گئے یا کمزور ہیں ان کے لئے اصلاحی پیغام

حفظِ قرآن کا آسان حل

حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری
بانی سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ

مؤلف
مفتی محمد راشد القادری

آزاد پبلشرز
۵۶، اُردو بازار کراچی
PH : 32631839,32620178
E-mail : azadpublishers@gmail.com

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں اس کتاب کا کوئی حصہ الیکٹرانی، میکانی، فوٹو کاپی، ریکارڈنگ یا اور کسی طریقے یا شکل میں پبلشرز کی پیشگی اجازت کے بغیر نہ تو نقل اور نہ کسی طریقے سے محفوظ یا منتقل کیا جاسکتا ہے۔

کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حفظِ قرآن کا آسان حل

بفیضانِ نظر۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت مولانا محمد بشیر فاروق قادری

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مفتی محمد راشد القادری سلمہٗ الباری

کمپوزنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔ سید سمیر حسین

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آزاد پبلیشرز 56 اُردو بازار کراچی

AZAD PUBLISHERS

انتساب

ہم اس رسالے کو

سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن ، خَاتَمُ النَّبِیّٖن ، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن ، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن ، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن ، رَاحَۃُ الْعَاشِقِیْن ، مُرَادُ الْمُشْتَاقِیْن ، شَمْسُ الْعَارِفِیْن ، سِرَاجُ السَّالِکِیْن ، مِصْبَاحُ الْمُقَرَّبِیْن، مُحِبُّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَ الْمَسَاکِیْن ، سَیِّدُ الثَّقَلَیْن ، نَبِیُّ الْحَرَمَیْن ، اِمَامُ الْقِبْلَتَیْن ، صَاحِبُ قَابَ قَوْسَیْن ، مَحْبُوْبُ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ الْمَغْرِبَیْن ، جَدُّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْن ، سَیِّدَنَا وَ سَنَدَنَا وَ مَوْلَانَا مَأْوٰنَا وَ مَلْجَانَا مَحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وٰاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اور اس کا ثواب بالخصوص سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اور دینِ اسلام کے اُن جان نثاروں کو جنھوں نے اس قرآن کریم کو جمع کیا، مُدوّن کیا، اور ساری زندگی اس کی حفاظت کرتے رہے اور اِسے اپنے سینے سے لگائے رکھا، حتّٰی کہ اس کے خاطر جانیں بھی قربان کیں اور آقائے دوجہاں ﷺ کی ساری امّت کے لئے ایصال کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کے ذریعے بالخصوص حفّاظِ کرام کو اور بالعموم امّتِ مسلمہ کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین بجاہِ النّبیِّ الامین ﷺ

عبدہ المذنب المفتقر الٰی رحمۃ اللہ

ابو رضا محمد راشد القادری العطاری عفی عنہ

عرضِ مصنّف

نَحْمَدُہٗ و نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وہ زمانے میں معزّز تھے مسلماں ہوکر

اورتم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

میرا موضوع درحقیقت ان حفّاظِ کرام کی اصلاح ہے جو قرآن کو حفظ کر کے حافظِ قرآن ہونے کا (Title) لگائے گھومتے ہیں اور حقیقت میں قرآن سے ایسی روگردانی ہوتی ہے کہ قرآن تو قرآن، انہیں مفہوم قرآن اور احکامِ قرآن کی خبر تک نہیں ہوتی، نہ اس طرف کوئی توجّہ ہوتی ہے، اس لئے میں نے اس رسالے کا نام (الجامع البیان فی التحذیر من نسیان القراٰن) المعروف (قرآن بھلا دینے کی وعید کا بیان) رکھا تھا۔

مگر حالات کے پیشِ نظر میں نے اس کا نام بدل کر (حفظِ قرآن کا آسان حل) رکھ دیا، تاکہ لوگ ڈر وخوف کے مارے اس پیغام کو ترک نہ کردیں۔

یوں تو اس موضوع پر لکھنے کے لئے آج سے چار سال پہلے قلم اٹھایا تھا، مگر قلّتِ مطالعہ، کم علمی، سستی کاہلی سب باتیں مل کر اس رسالے کو مکمل نہ کرنے کا سبب بن گئیں۔

اسی دوران کچھ بھائیوں نے اسی موضوع سے متعلق استفسار فرمایا کہ (حفظ بھلا دینے سے کیا مراد ہے، اور احادیث میں جو وعیدیں مذکور ہیں وہ کن کے لئے ہیں، کیا قرآن کو حتّی المقدور پختہ کرنے والے بھی اس میں شامل ہیں یا جو افراد مجبور ہیں اپنے حافظہ کی بناء پر یا وہ کوشش تو کرتے ہیں مگر انہیں یاد کچھ نہیں رہتا، یا وہ جنہیں اس نعمت کی قدر نہیں اور نہ ان کے پاس قرآنِ کریم کھول کر دیکھنے کی فرصت ہے، اور پھر نتیجۃً قرآنِ کریم کو بھول گئے۔) ان

سب باتوں کا میں زبانی جواب دیتا رہا۔مگراب ناگفتہ بہ اور ہوش ربا حالات اور حفّاظِ کرام کی بے باکی کو دیکھ کر پھر اک مرتبہ ہمت جوں توں جوڑ کر قلم سنبھال کر موضوع کو تکمیل کے مراحل تک پہنچانے کے لئے کمر بستہ ہوگیا۔اس عزم وارادے کے ساتھ ہوسکتا ہے یہ تحریر کسی کی اصلاح کا سبب بن جائے اور بندۂ ناچیز کی مغفرت کا سامان بن جائے۔لہٰذا جو اس وقت ذہن میں مستحضر تھا یا جو میسّر آیا وہ لکھ دیا۔اہلِ علم حضرات اگر غلطی پائیں یا کوئی اور اصلاحی پیغام جو اس موضوع سے (Related) ہو ضرور بالضرور مطلع فرمائیں۔

ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اس مختصر کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور اس کے لکھنے، پڑھنے، پڑھانے، پہنچانے والے، شائع کرنے والے، بیچنے والے، خریدنے والے کو خصوصی رحمتوں، برکتوں سے مستفیض فرمائے۔

آمین بجاہِ النّبیِّ الامین ﷺ

ابورضا محمد راشد القادری العطاری عفی عنہ

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
01	قرآن کریم کا حفظ کرنا آسان ہے	09
02	قرآن کریم کو یاد رکھنے کی تاکید	11
03	قرآنِ کریم کو بھلانا کبیرہ گناہ ہے	13
04	(اَجْذَمُ) کسے کہتے ہیں	15
05	قرآن بھول جانے کا ایک سبب گناہ کا ارتکاب ہے	16
06	نسیانِ قرآن پر عتاب وعذاب کا مستحق کون؟	17
07	حفظ بھول جانے سے مراد	18
08	(میری یاد سے منہ پھیرا) سے مراد کیا ہے؟	21
09	حدیثِ مبارک کی روشنی میں حفظِ قرآن کا آسان حل	23
10	طریقۂ نماز برائے حفظِ قرآن	23
11	قرآنِ کریم کو محفوظ رکھنے کا آسان طریقہ	25
12	دورانِ نماز سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا آسان طریقہ	26
13	دوسرا آسان طریقہ	27
14	حفظِ قرآن کے لئے آسان دعائیں	27
15	حافظوں کے لئے حفظِ قرآن بڑی حاجت ہے	29

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
16	اس دعاء کے ذریعے حفظِ قرآن کی دولت طلب کیجئے	30
17	یا محمد ﷺ کے جگہ یا رسول اللہ ﷺ کہنا چاہیے	30
18	حافظِ قرآن کے ۸ حروف کی نسبت سے ۸ فضائل	31
19	صاحبِ قرآن کا جنّت میں ہر قدم پر اعلیٰ درجہ ہوگا	31
20	صاحبِ قرآن کے والدین کو تاج پہنایا جائے گا	32
21	صاحبِ قرآن کو عزّت و بزرگی کا لباس	32
22	صاحبِ قرآن اور اس کے والدین کی شان	33
23	صاحبِ قرآن کو امن نصیب ہوتا ہے	33
24	تلاوتِ قرآن کرنے والی کی عمدہ مثال	33
25	صاحبِ قرآن کو عذاب نہ ہوگا	34
26	صاحبِ قرآن دس افراد کی سفارش فرمائے گا	34
27	حفّاظ کرام کے لئے انمول ہیرے	35
28	قرآن کریم کو یاد رکھنے کے دو آسان طریقے	36
29	حافظہ تیز کرنے اور نسیان سے نجات کے 15 وظائف	36
30	حافظہ تیز کرنے اور نسیان کو دور کرنے کے طبّی علاج	39
31	حافظہ کمزور ہونے کے چند اسباب	39

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ O

باادب بانصیب بےادب بےنصیب

کشادگئ رزق کا بہترین نسخہ

''تفسیر قرطبی'' میں ہے: ایک شخص دربارِ نبوّت میں حاضر ہوا'' فَشَکَا اِلَیْہِ الْفَقْرَ وَ ضَیْقَ الْعَیْشِ وَالْمَعَاشِ '' اور فقر و فاقہ اور تنگئ رزق کی شکایت کی تو رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! ''اِذَا دَخَلْتَ مَنْزِلَکَ فَسَلِّمْ'' یعنی جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو اسلام علیکم کہہ، چاہے کوئی گھر میں ہو یا نہ ہو۔ ''ثُمَّ سَلِّمْ عَلَیَّ'' پھر مجھ پر سلام عرض کرو۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ'' اور ایک مرتبہ ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' پڑھا کرو۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق کے دروازے کھول دیئے۔ حتّٰی کے اس کے ہمسایوں اور رشتہ داروں کو بھی اس رزق سے حصّہ پہنچا۔

(تفسیر قرطبی، ج ۱۰ ص ۱۸۴، طبع دار الشعیب قاھرۃ)

(یعنی اس شخص کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عمل کے صدقہ اتنا عطا فرمایا کہ وہ خود بھی کھاتا اور دوسروں کو بھی کھلاتا)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآنِ کریم کا حفظ کرنا آسان ہے

قرآنِ کریم واحد وہ کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمّہ مالکِ کائنات نے خود لیا ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ

بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

(پارہ ۱۴، سورۂ حجر، آیت ۹)

اور پھر اسی قرآن کی حفاظت کا ایک طریقہ مؤمنوں کے سینوں میں اس کو محفوظ کرنا ہے۔اسی لئے ربّ تعالیٰ نے قرآن کو یاد کرنا آسان کردیا ہے:

وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ

اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

(پارہ ۲۷، سورۂ قمر، آیت ۱۷)

وضاحت : مذکورہ آیت میں قرآنِ کریم کو سیکھنے اور سکھانے اور اس کی تلاوت میں مشغول رہنے اور اسکو حفظ کرنے کی ترغیب ہے اور قرآن یاد کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور ایسی مدد ہوتی ہے کہ بچّے تک اس کو یاد کر لیتے ہیں۔اس کے سوا کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جو یاد کی جاتی ہو اور آسانی سے یاد ہو جاتی ہو یہ قرآن کا معجزہ ہے اور بندوں پر ربّ تعالیٰ کا خصوصی کرم و فضل ہے۔

سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ اپنے اس عظیم کلام کو اپنے لطف وکرم سے آسان نہ فرماتا تو کسی انسان کو یہ طاقت نہ ہوتی کہ وہ اس کلام کو اپنی زبان پر چلا سکے۔

(الدر المنثور، ج ۶ ص ۱۸۰)

یاد کرنا دو طرح سے ہوتا ہے زبان سے اور دل سے اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جب وہ قرآنِ کریم زبانی یاد کرے تو اس کی حالت یہ ہو کہ دل و زبان یک جان ہوں ۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ بندہ دلی طور پر غافل بھی ہو جائے مگر پھر بھی قرآن لبوں پر جاری رہے گا اور جب سستی میں زبان سے نہ پڑھے گا تو پھر بھی انشاءاللہ عزوجل دل قرآنِ کریم کی محبت میں مستغرق ہوگا۔

قرآنِ کریم کو یاد رکھنے سے مراد یہ ہے کہ بندہ تلاوت کرتا رہے اور قرآنِ کریم سے وابستہ رہے۔ جس شخص کی زبان پر قرآن کا وِرد اور دل میں قرآن کی یاد نہ ہو تو وہ قرآنِ کریم و فرقانِ حمید سے نصیحت حاصل نہیں کرسکتا۔ کیونکہ قرآنِ کریم ایسا ذکر ہے جو نصیحت ماننے والوں کے لئے دل و زبان پر ہونا اوّلین شرطوں میں سے ہے۔ ورنہ اس سے استفادہ ممکن نہیں۔

حافظِ قرآن کو چاہیے کہ وہ حفظ کرنے کے بعد اس کی تلاوت باقاعدگی سے کرے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تلاوت کرتے رہنے والوں کے بڑے درجے ہیں۔

ارشاد باریٔ تعالیٰ ہے:

يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ

اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں۔ (پارہ ۴ سورۂ ال عمران آیت ۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے اس کتابِ مبین کا نام (ذکر) رکھا ہے اور ذکر سے روگردانی یا اسے یاد کرنے کے بعد بھلانے والے کے لئے وعید ارشاد فرمائی ہے۔ (البرھان، ج ۲ ص ۹۱)

ناظرۂ قرآنِ کریم پڑھنے والوں کے لئے ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ وہ قرآنِ کریم کا ایک نسخہ اپنے گھر یا کاروبار کی جگہ رکھیں اور روزانہ اس کو پڑھنے کا معمول بنائیں، حفّاظِ کرام اگر قرآنِ کریم کا نسخہ نہ بھی رکھیں اور چلتے پھرتے تلاوت کرتے رہیں تو ان کے لئے یہ ہی ذکر

ہےاور مقصود اس ذکر کو اپنائے رکھنا ہے نہ کہ اس سے روگردانی اور چھوڑ دینا۔

قرآنِ کریم کو یاد رکھنے کی تاکید

الحمد للہ ہمارے اسلاف و بزرگانِ دین کا تو یہ معمول تھا کہ جب تک صبح قرآنِ کریم کی تلاوت نہ فرما لیتے اس وقت تک اپنے کام کاج کو ہاتھ نہ لگاتے تھے مگر اب تو ہماری حالت یہ ہے کہ قرآنِ کریم ہمارے گھروں میں طاقوں میں رکھا رہ گیا ہے خوبصورت غلاف اور مزیّن صندوق میں محفوظ کر کے رکھ دیا ہے اور جن کے سینوں میں محفوظ ہے ان کو بھی زبان ہلانے کی فرصت نہیں اور پھر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قرآنِ کریم سینوں سے نکل جاتا ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں واضح بیان موجود ہے:

سیدِ دو عالم نورِ مجسّم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ کَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ
الْمُعَقَّلَۃِ اِنْ عَاھَدَ عَلَیْھَا اَمْسَکَھَا وَاِنْ اَطْلَقَھَا ذَھَبَتْ

حافظِ قرآن کی مثال ایسی ہے جس طرح سخت بندھے ہوئے اونٹ والا شخص، پس اگر وہ اس پر نگرانی رکھے تو اسے روکے رکھتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دے تو وہ چلا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث ۵۰۳۱)

اس کے علاوہ یہ حدیث صحیح مسلم، سنن نسائی، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد میں بھی موجود ہے۔

نبیِ کریم ﷺ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

تَعَاھَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنَ الْاِبِلِ فِی عُقُلِھَا

قرآن کریم کی حفاظت کرو (یعنی اسے پڑھتے پڑھاتے، سنتے سناتے رہو) اس ذات کی

قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ بندھے ہوئے اونٹ سے جلد بھاگ جانے والا ہے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث،۵۰۳۳، صحیح مسلم، سنن نسائی)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ احادیثِ مبارکہ کے الفاظ پر گفتگو فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

(تعاھُد) کا مطلب ہے قرآنِ کریم کے ساتھ تجدیدِ عہد اور اس کی تلاوت پر مداومت (یعنی باقاعدگی) مزید فرماتے ہیں: اس حدیث میں قرآن کریم کی ناظرہ یا زبانی ہمیشہ تلاوت کرنے کا حکم ہے۔ بے شک جو شخص ہمیشہ تلاوتِ قرآن کرتا رہتا ہے اس کی زبان اس کے لئے نرم ہو جاتی ہے اور قرآن کا پڑھنا اس پر سہل ہو جاتا ہے اور جو شخص قرآن سے دور رہے اس پر قرآن کا دل میں محفوظ رکھنا اور زبان پر پڑھنا ثقیل اور مشکل ہو جاتا ہے۔

(اُلمُعَقَّلَۃ) کا معنی ہے عقال (رَسّی) کے ساتھ سخت باندھا ہوا۔ عقال اس رسی کو کہتے ہیں جو اونٹ کو بٹھا کر اس کے گھٹنے میں سختی کے ساتھ باندھی جاتی ہے۔ پس قرآن کے یاد کرنے اور اس کی ہمیشہ تلاوت کرنے کی تشبیہ اونٹ کے باندھنے کے ساتھ اس لئے دی گئی ہے کہ اونٹ کے بدک کر بھاگنے کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا ہے۔ پس جب تک تلاوت پر مداومت رہے گی قرآن (سینے میں) موجود رہے گا۔ جیسا کہ اونٹ جب تک رسی میں بندھا رہے تو محفوظ رہتا ہے۔ اونٹ کی مثال بطور خاص اس لئے دی گئی کہ انسان کے تصرف میں رہنے والے جانوروں میں سے یہ سب سے زیادہ فرار ہونے والا ہے، یہ جب بھاگ جائے تو اس کا پکڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ (فتح الباری، ج ۱۰، ۹۸)

اونٹ کی مثال بیان کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَاَهُ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ وَاِذَا لَمْ يَقْرَاْهُ نَسِيَهُ

جب حافظِ قرآن شب و روز قرآن کی تلاوت کرتا رہے تو وہ قرآن کو یاد رکھتا ہے اور جب وہ نہ پڑھے تو بھلا دیتا ہے۔

(صحیح مسلم، ج ا ص ۵۴۳)

اس حدیثِ مبارکہ کے الفاظ یہ وضاحت کر رہے ہیں کہ اگر تلاوتِ قرآن باقاعدگی و ہمیشگی سے نہ کی جائے تو یہ قرآن قلبِ انسانی میں نہیں رہتا۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چونکہ قرآن کلامِ بشر نہیں بلکہ یہ کلامِ خالق ہے جو قوی اور قادر ہے ۔ تو اس نعمتِ عظمٰی کے ساتھ وابستگی رکھی جائے اور جس قدر ممکن ہو باقاعدگی سے اس کی تلاوت کی جائے۔ (شرح طیبی علی المشکوۃ، ج ۵ ص ۱۶۸۰)

یہی مفہوم (مرقاۃ شرح مشکوۃ) اور (التعلیق المجد علی مؤطا محمد) میں بھی ہے۔

قرآنِ کریم کو بھلانا کبیرہ گناہ ہے

حافظ ابنِ کثیر مذکورہ بالا احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ان تمام احادیث کا مضمون تلاوتِ قرآن کی کثرت، قرآن کے یاد رکھنے اور اس سے وابستگی رکھنے کی رغبت پر دلالت کرتا ہے تاکہ قرآن کے حافظ کو نسیان لاحق نہ ہو کیونکہ یہ گناہِ کبیرہ ہے۔ ہم اس سلسلے میں اللہ سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

(فضائلِ قرآن لابن کثیر، ص ۱۴۳)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ گناہِ کبیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۶۸ واں گناہ کبیرہ قرآنِ حکیم یا قرآن کی کوئی آیت یا اس کا کوئی حرف بھلانا ہے۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ا ص ۱۹۹)

اسی بات کی وضاحت رسول اللہ ﷺ کے اس فرمانِ مبارک سے ہوتی ہے:

عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرَ اُمَّتِیْ حَتی الْقَذَاۃَ یُخْرِجُھَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰیَۃٍ اُوْتِیْھَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَھَا

یعنی مجھ پر میری امّت کے اجر پیش کیئے گئے حتّٰی کہ اس کے تنکے کا ثواب بھی جسے کوئی شخص مسجد سے نکالے اور میری امت کے گناہ میرے حضور پیش کیئے گئے تو میں نے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی ایک سورت یا ایک آیت یاد ہو پھر وہ اسے بھلا دے۔

(سنن ابی داوٗد، ج ا ص ۱۲۳)

اس کے علاوہ یہ حدیث امام ترمذی، امام ابن خزیمہ، امام بیہقی، امام بغوی، امام منذری اور خطیب تبریزی نے بھی ذکر کی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مِنْ اَکْبَرِ ذُنُوْبٍ تُوَافٰی بِہٖ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ سُوْرَۃٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ کَانَتْ مَعَ اَحَدِھِمْ فَنَسِیَھَا

جن کبیرہ گناہوں کی سزا قیامت کے دن میری امت کو دی جائے گی ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی سورت یاد ہو پھر وہ اسے بھلا دے۔

(فضائل القرآن لابن کثیر، ص ۱۴۵)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (الزھد) کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم اس بات کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرتے تھے کہ ہم قرآنِ مجید کو یاد کریں پھر اس سے غفلت کر کے سو جائیں حتّٰی کہ اسے بھلا دیں۔

(مطالب العالیہ، ج ۳ ص ۲۹۶)

امام ابن ابی شیبہ طلق بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ ، ثُمَّ نَسِيَهُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ حُطَّ عَنْهُ بِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةٌ ، وَجَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَخْصُومًا

جو شخص قرآن سیکھے پھر اسے بلا عذر بھلا دے تو اس سے ہر آیت کے بدلے ایک درجہ ساقط ہو جاتا ہے اور وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ (قرآن اس کا) دشمن ہوگا۔

(مصنف لابن ابی شیبہ، ج ۱۰ ص ۴۷۹)

ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا مِنْ رَجُلٍ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَنَسِيَهُ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَهُوَ أَجْذَمُ

جس شخص نے قرآن سیکھا پھر اسے بھلا دیا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اجذم (کوڑھی) ہوگا۔ (سنن دارمی، ج ۲، ص ۵۲۹)

یہ حدیث اس کے علاوہ امام داؤد، امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بیہقی، حافظ ابن کثیر امام ابن حجر مکی، امام ہیثمی وغیرہ نے بھی نقل فرمایا ہے۔

(اَجْذَمُ) کسے کہتے ہیں

حضرت مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہاں (اَجْذَمُ) سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس قیامت کے دن کوئی ایسی بات نہ ہوگی جسے وہ نسیانِ قرآن کا عذر بنا سکے، یا اُسے (اَجْذَمُ) اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کا سَر اللہ ربّ العزّت کے حضور اس کے کلامِ کریم اور کتاب عظیم کو بھلانے کے سبب ندامت و پشیمانی سے جھکا ہوگا۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں: قرآن بھلانے والے شخص کو (اَجْذَمُ) اس لئے کہا گیا ہے کہ

اس کے پاس نسیانِ قرآن کی کوئی دلیل نہیں ہوگی اور نہ صفائی بیان کرنے کے لئے زبان ہوگی اور اس کا ہاتھ خیر سے خالی ہوگا۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج۴ص۷۰۰)

قرآنِ مجید بھول جانے کا ایک سبب گناہ کا ارتکاب ہے

امام ابن ابی شیبہ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

مَا تعلَّمَ رَجُلُ الْقُرآنَ ثُمَّ نَسِيَهُ اِلَّا بِذَنْبٍ ثُمَّ قَرَاَ الضَّحَّاکُ :

(وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيکُمْ)

ثُمَّ قَالَ الضَّحَّاکُ :وَاَیُّ مُصِيبَةٍ اَعْظَمُ مِنْ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ

جو شخص قرآن سیکھے پھر اسے بھلا دے تو یہ اس کے گناہ کی وجہ سے ہے، پھر یہ آیت تلاوت کی: (ترجمہ :اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا) پھر ضحاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن بھلا دیئے جانے سے بڑی کون سی مصیبت و آفت ہے؟ (مصنف لابن ابی شیبہ، ج۱۰ص۴۷۸)

یہی روایت امام بیہقی، امام سیوطی شافعی علیہما الرحمۃ نے بھی نقل فرمائی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاِنَّ نِسْيَانَ الْقُرْاٰنِ مِنْ اَعْظَمِ الْمَصَائِبِ

بلاشبہ قرآن کریم کو بھول جانا سب مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے۔

(شعب الایمان، ج۲ص۳۳۴)

مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآنِ کریم کو بھلا دینا گناہِ کبیرہ ہے کیونکہ اس پر سخت وعیدیں ہیں اور اس کا بھول جانا دنیوی اور اخروی فلاح وسعادت سے محرومی کا عظیم سبب ہے، مگر یاد رہے کہ یہ سب کچھ اس شخص کے لئے ہے جو قرآنِ کریم سے غفلت و

روگردانی کرے اور پھر وہ قرآنِ کریم کو بھول جائے۔

نسیانِ قرآن پر عتاب وعذاب کا مستحق کون؟

یاد رہے قرآن کے بھلا دینے پر جتنی وعیدیں اور عتاب وعذاب کا ذکر ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو قرآنِ کریم کو پڑھنا ہی چھوڑ دے اور اس کے احکام وضوابط سے یکسر غفلت برتتا رہا وہ شخص جسے تمام کوششوں کے باوجود قرآنِ کریم یاد نہیں رہتا وہ اس عذاب وعتاب یا وعیدوں سے مستثنٰی ہے کیونکہ حتی الامکان کوشش کے باوجود حافظہ کمزور ہونا یہ معذوری کی صورت (Condition) ہے اس میں بندے کی پکڑ نہیں۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ شخص جو قرآنِ کریم کو یاد رکھنے پر حریص (خواہش مند) ہو اور اس کی تلاوت پر ہمیشگی کرتا ہو مگر اس پر نسیان غالب ہو تو مذکورہ وعیدوں میں سے کوئی وعید اس کو شامل نہیں۔ (شرح السنۃ، ج ۳ ص ۳۸)

قانونِ الٰہی ہے کہ بے بس، مجبور ومعذور کی اس معاملے میں پکڑ نہیں جو اس کے اختیار سے باہر ہو۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خود فرماتا ہے:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ؕ

اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (پارہ ۳ سورۂ بقرہ، آیت ۲۸۶)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی جوانی میں قرآن سیکھتا ہے تو قرآن اس کے گوشت اور خون میں شامل ہو جاتا ہے اور جو شخص اس کو بڑی عمر (پختہ عمر) میں سیکھتا ہے جبکہ وہ قرآن (اس کے ذہن سے بڑھاپے کی وجہ) سے نکل جاتا ہے۔ لیکن وہ شخص اسے

چھوڑتا نہیں تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔ (شعب الایمان، للبیہقی، ج۲ص۳۳۰)

معلوم ہوا کہ ایسا شخص جس کے ذہن سے قرآن بار بار نکل جاتا ہے، چاہے بڑھاپے کی وجہ سے ہو یا ذہنی کمزوری کی وجہ سے یا کسی بیماری کی وجہ سے، بہرحال وہ پھر بھی قرآن کریم کو پڑھنا نہیں چھوڑتا چاہے اس کا حافظہ ساتھ دے یا نہ دے ایسے کے لئے دواجر کی بشارت سنائی گئی ہے لہٰذا ایسا شخص عذاب کا مستحق نہیں ہوسکتا اور ایسے شخص پر کوئی گناہ یا مواخذہ بھی نہیں۔

قرآنِ کریم کو بھلانے کی مذکورہ سزا صرف اس شخص کے لئے ہے جو تعلیمِ قرآن کے بعد قرآنِ کریم کو اٹھا کر طاقِ نسیاں میں رکھ دے اور اس سے مکمل بے توجّہی اور روگردانی برتے، حتّٰی کہ وہ اس نعمتِ عظیمہ سے محروم ہو جائے۔

حفظ بھول جانے سے مراد

ساتھ ہی کچھ تحقیقی گفتگو بھی سنتے چلیں جس سے اس موضوع کو سمجھنے میں مزید آسانی ہوگی حفظ کے بھول جانے میں شوافع اور احناف کا اختلاف ہے شوافع کے نزدیک بھول جانے سے مراد یہ ہے کہ پھر بغیر دیکھے نہ پڑھ سکے اور احناف کے نزدیک بھول جانے سے مراد یہ ہے کہ پھر قرآن شریف دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔ جیسا کہ ''فتاوی عالمگیری'' میں ہے:

اِذَا حَفِظَ الْاِنْسَانُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ نَسِيَهُ فَاِنَّهٗ يَاْثِمُ وَتَفْسِيْرُ النِّسْيَانِ اَنْ لَا يُمْكِنُهُ الْقِرَاءَ ةَ مِنَ الْمُصْحَفِ.

یعنی جب کوئی شخص قرآن پاک کو حفظ کرے پھر اسے بھلا دے تو وہ گنہگار ہوگا اور بھلا دینے کی تفسیر یہ ہے کہ قرآن شریف سے دیکھ کر بھی پڑھنا ناممکن ہو جائے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج۵ ص۳۱۷ طبع مکتبہ رشیدیہ)

مذکورہ حدیث جس میں (اَجۡذَم) فرمایا گیا اس کی شرح میں ''امام ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ'' ''شرح سنن ابی داوٗد'' میں فرماتے ہیں:

لَیۡسَ الۡمُرَادُ : مَنۡ یَّحۡفَظُ الۡقُراٰنَ بِالۡغَیۡبِ ثُمَّ یَنۡسَاهُ ، وَاِنَّمَا الۡمُرَادُ : الَّذِیۡ یَقۡرَاُ الۡقُرۡاٰنَ ، وَیَعۡلَمُ حَلَالَهٗ وَحَرَامَهٗ ثُمَّ یَنۡسَاهُ .

اَیۡ : یَتۡرُکُهٗ وَلَایَعۡمَلُ بِمَا فِیۡهِ.

اس سے وہ مراد نہیں جو شخص قرآن مجید زبانی یاد کرے پھر بھول جائے بلکہ اس سے مراد وہ ہے جس نے قرآن پاک پڑھا اور اس کے حلال وحرام کو جان لیا پھر اس کو بھول گیا، یعنی قرآن پاک کے حلال وحرام کے مطابق عمل کرنا چھوڑ دیا۔

(شرح سنن ابی داوٗد ج ۵ ص ۳۸۸ طبع مکتبۃ الرشد الریاض)

''حضرت علامہ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری'' اسی حدیث کی شرح میں میں فرماتے ہیں:

مَامِنۡ اِمۡرَءٍ یَقۡرَءُ الۡقُرۡاٰنَ ثُمَّ یَنۡسَاهُ : اَیۡ :
بِالنَّظۡرِ عِنۡدَنَا، وَبِالۡغَیۡبِ عِنۡدَ الشَّافِعِیِّ

یعنی جو شخص قرآن پڑھے پھر اسے بھلا دے: یعنی ہمارے نزدیک بھول جانے سے مراد یہ ہے کہ پھر دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے اور شوافع کے نزدیک بھول جانے سے مراد یہ ہے کہ پھر بغیر دیکھے نہ پڑھ سکے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج ۴ ص ۴۰۰ طبع دار الفکر بیروت)

اسی بات کی وضاحت ''جامع ترمذی'' کی اس حدیث مبارک سے ہوتی ہے جس میں ایک سورت یا آیت کو بھلانے کا ذکر ہے: چنانچہ حضرت علامہ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ'' اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَالنِّسۡیَانُ عِنۡدَنَا اَنۡ لَایَقۡدِرَ اَنۡ یَّقۡرَاَ بِالنَّظۡرِ

یعنی ہمارے نزدیک بھول جانے سے مراد یہ ہے کہ دیکھ کر پڑھنے کی قدرت بھی

نہ رکھتا ہو۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج ۲ ص ۴۲۳ طبع دار الفکر بیروت)

''الامام الحافظ ابو بکر محمد بن عبداللہ المعروف بابن العزنی المالکی رحمۃ اللہ علیہ'' اُسی حدیث کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں:

لَا یَخْلُوْ اَنْ یَّکُوْنَ نِسْیَانُهَا بِذِهَابِ حُرُوْفِهَا وَ تِلَاوَتِهَا عَنْ قَلْبِهِ وَ لِسَانِهِ ،اَوْ تَکُوْنَ حَاضِرَةً لَدَیْهِ وَلٰکِنَّهُ تَرَکَ الْعَمَلَ بِهَا ، وَلَیْسَ الْمُرَادُ بِالنِّسْیَانِ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ الْحَالَةَ الْاُوْلٰی .وَ اَمَّا تَرْکُ الْعَمَلِ بِالسُّوْرَةِ اَوِ الْاٰیَةِ اَوِ الْحَرْفِ فَذٰلِکَ الذَّنْبُ الْاَعْظَمُ . وَفِیْهِ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ :.
(کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا) اَیْ تَرَکْتَهَا

یعنی یہاں بھولنا دو حالتوں سے خالی نہیں۔(۱) دل وزبان سے حروف اور تلاوت کا ختم ہو جانا (۲) یا یہ دونوں حالتیں موجود ہیں لیکن ان پر عمل چھوڑ دے اور نسیان سے مراد اس حدیث میں حالت اولیٰ نہیں ۔ (یعنی دل و زبان سے حروف یا تلاوت کا ختم ہونا نہیں بلکہ عمل کا ترک کرنا مراد ہے) بہر حال سورت یا آیت یا حرف پر عمل ترک کر دینا ہی یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔قرآن پاک میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ''یونہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تو نے انھیں بھلا دیا'' یعنی ان کو ترک کر دیا۔

(عارضۃ الاحوذی بشرح صحیح الترمذی ج ۱۱ ص ۲۹ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اسی آیت مبارکہ (کَذٰلِکَ اَتَتْکَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا) کے تحت حافظ ابن کثیر'' لکھتے ہیں:

فَاَمَّا نِسْیَانُ لَفْظِ الْقُرْاٰنِ مَعَ فَهْمِ مَعْنَاهُ وَالْقِیَامِ بِمُقْتَضَاهُ،
فَلَیْسَ دَاخِلًا فِیْ هٰذَا الْوَعِیْدِ الْخَاصِّ

یعنی اگر قرآنِ کریم کے الفاظ بھول جائیں لیکن ان کے معنی ذہن نشین ہوں اور انسان قرآنِ کریم پر عمل پیرا ہو تو وہ اس وعیدِ خاص میں داخل نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۲۸۵ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت)